132370 ـ بیوی سے دبر میں وطئ كرنا مباح سمجھنا

سوال

میں لکھتے وقت بہت متردد تھی لیكن مشورہ كرنا اور دریافت كرنا ضروری تھا كیونكہ میں اس پر مطمئن نہیں، برائے مہربانی میری مدد فرمائیں.
میں شادی شدہ ہوں اور میرا خاوند الحمد للہ دین پر عمل كرنے والا اور شریعت كا طالب علم بھی ہے، لیكن میں جس سے پریشان اور تنگ ہوں وہ یہ كہ میرا خاوند میرے ساتھ دبر میں وطئ كرتا ہے، میں اللہ سے ڈرتی ہوں كہ كہیں اس كے نتیجہ میں مجھے سزا كا مستحق نہ ٹھرنا پڑے، اور اس كے علاوہ اس كے نتیجہ میں پیدا ہونے والی بیماریاں پیدا ہونے كا بھی خدشہ ہے.
لیكن مصیبت یہ ہے كہ میرا خاوند اس كام پر مكمل مطمئن ہے بلكہ اسے جائز وہ اسے جائز سمجھتا ہے، اور یہ حرام نہیں، اور كہتا ہے كہ ایك مسلك یہ بھی كہ وہ اسے جائز حلال قرار دیتا ہے، اور اس كی حرمت والی سب احادیث ضعیف ہیں، اور وہ كہتا ہے كہ اسے حلال كرنے كی تمام ذمہ داری اس پر ہے.
جناب مولانا صاحب مجھے بتائیں كہ اس سلسلہ میں آپ كی رائے كیا ہے، مجھے اس كے بارہ میں معلومات فراہم كریں میں اس سے بہت تنگ آ چكی ہوں، اور اللہ كے عذاب سے خوفزدہ ہوں، اور بتائیں كہ اسے مطمئن كرنے كے لیے كیا حل اور طریقہ ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

مرد كے لیے بیوی كی دبر میں وطئ كرنا حرام ہے، بلكہ یہ گناہ كبیرہ میں شامل ہوتا ہے، اس كی حرمت پر كتاب و سنت سے بہت سارے دلائل دلالت كرتے ہیں اور جمہور سلف علماء اور آئمہ كرام كا قول بھی یہی ہے.

اور اس سلسلہ میں جو احادیث وارد ہیں اہل علم كے كہنے كے مطابق وہ قابل احتجاج ہیں یعنی وہ استدلال كرنے كے قابل ہیں، اور بالفرض اگر انہیں ضعیف بھی سمجھ لیا جائے تو پھر اس قبیح اور گندے فعل كی حرمت پر قرآن مجید بھی دلالت كرتا ہے، ذیل میں ہم چند ایك دلائل آپ كے سامنے پیش كرتے ہیں:

علامہ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ " اضواء البیان " میں رقمطراز ہیں:

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

جب وہ (عورتیں) پاک ہو جائیں تو پھر تم ان کے پاس وہیں سے آؤ جہاں سے اللہ سبحانہ و تعالی نے تمہیں حکم دیا ہے .

یہاں اللہ سبحانہ و تعالی نے اس مامور مکان اور جگہ کا ذکر نہیں فرمایا جسے یہاں " حیث " کے لفظ سے تعبیر کیا ہے یعنی جہاں سے حکم دیا گیا ہے، لیکن اس سے مراد قبل ہے جسے اللہ سبحانہ و تعالی نے دو آیات میں بیان فرمایا ہے:

پہلی آیت:

فرمان باری تعالی ہے:

تم اپنی کھیتیوں میں آؤ .

کیونکہ یہاں " فاتوا " میں آنے کا حکم ہے جو کہ جماع کے معانی میں ہے.

اور فرمان باری تعالی:

اپنی کھیتیوں میں .

یہ بیان کرتا ہے کہ جہاں سے آنے کا حکم دیا گیا ہے وہ کھیتی کی جگہ ہے، یعنی بچے کا نطفہ کے ذریعہ بیج ڈالنا، اور یہ قبل ہی ہے دبر نہیں، اور یہ چیز کسی بھی شخص پر مخفی نہیں ہے؛ کیونکہ دبر یعنی پاخانہ والی جگہ اولاد کے لیے بیج والی جگہ نہیں ہے، جو کہ ضروری ہے.

دوسری آیت:

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

تو اب تم ان سے مباشرت کرو اور اللہ سبحانہ و تعالی نے جو لکھ رہا ہے اسے تلاش کرو .

کیونکہ " اللہ تعالی نے جو تمہارے لیے لکھ رکھا ہے " سے مراد اولاد ہے، جمہور علماء کرام نے یہی قول اختیار کیا ہے اور ابن جریر کا بھی یہی اختیار ہے، انہوں نے یہ قول ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اور مجاہد اور حکم اور عکرمہ اور حسن بصری اور سدی اور ربیع اور ضحاك بن مزاحم رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے.

اور پھر یہ تو معلوم ہے کہ اولاد کا حصول قبل میں جماع کر کے ہی ہو سکتا ہے، تو اس طرح قبل ہی وہ جگہ ہے جہاں سے مباشرت کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جو کہ جماع کے معانی میں ہے.

اس طرح آیت کا معنی یہ ہوگا کہ: تو اب تم ان (بیویوں) سے جماع کرو، اور یہ مباشرت اور جماع اس جگہ ہونا چاہیے جہاں سے بچہ حاصل کیا جاتا ہے، جو کہ قبل ہے اور کوئی جگہ نہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ:

اور تم وہ تلاش کرو جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے " یعنی اولاد.

اس سے یہ واضح ہوا کہ " انی شئتم " یعنی جہاں سے تم چاہو کے معانی یہ ہونگے کہ کسی بھی حالت میں مرد چاہے وہ جماع قبل یعنی شرمگاہ میں ہی کریگا، چاہے عورت لیٹی ہوئی ہو یا پھر گھٹنوں کے بل ہو، یا پہلو کے بل ہو، یا کسی اور طرح.

اور پھر اس کی تائید صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور ترمذی اور سنن ابو داود کی درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

" یہودی کہا کرتے تھے کہ: اگر بیوی سے اس کی پچھلی جانب سے جماع کیا جائے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے، تو یہ آیت نازل ہوئی:

تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں تو تم اپنی کھیتیوں میں جہاں سے چاہو آؤ .

اس سے یہ ظاہر ہوا کہ جابر رضی اللہ تعالی عنہ اس آیت کے معانی یہ سمجھتے تھے کہ تم کسی بھی حالت میں بیوی کی قبل میں جماع کرو چاہے بیوی کی پچھلی جانب سے ہی ہو لیکن جماع قبل میں ہی کیا جائے.

علم حدیث اور علم تفسیر میں یہ بات طے شدہ ہے کہ آیت کے سبب نزول کے متعلق جو صحابی کی تفسیر ہے اسے مرفوع کا درجہ حاصل ہے.

قرطبی رحمہ اللہ تعالی اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

قولہ تعالی:

تم اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ .

مخالف نے جو یہ استدلال کیا ہے کہ اللہ عزوجل کا فرمان: جہاں سے چاہو " عمومی طور پر سب کو شامل ہے، اس لیے اس میں حجت اور دلیل نہیں؛ اس کی یہ بات غلط ہے کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ مخصوص ہے اور

صحیح اور حسن مشہور احادیث کے ساتھ مخصوص ہے جسے دسیوں صحابہ کرام نے مخلتف متون کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے، اور یہ سب متن عورت کی دبر میں وطئ کرنے کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں، امام احمد بن حنبل نے مسند احمد میں اور ابو داود نے سنن ابو داود میں اور نسائی نے سنن نسائی میں اور ترمذی وغیرہ نے سنن ترمذی میں اسے بیان کیا ہے.

ابو الفرج جوزی رحمہ اللہ نے انہیں سب طرق کے ساتھ ایك ہی جزء میں جمع کر کے اس کتاب کو " تحریم المحل المکروہ " کا نام دیا ہے.

اور ہمارے استاد ابو ا لعباس رحمہ اللہ نے بھی اس میں ایك جزء مرتب کی ہے جس کا نام " اظھار ادبار من اجاز الوطء فی الادبار " رکھا ہے.

میں کہتا ہوں: اور حق بھی یہی ہے جس پر عمل ہے اور مسئلہ میں صحیح بات بھی یہی ہے.

کسی بھی ایسے شخص کے لائق نہیں جو اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں کسی عالم دین کی غلطی پر عمل کرے حالانکہ وہ عالم دین اس سے صحیح بھی کر چکا ہو، اور پھر کسی عالم دین کی غلطی کے سے بچنے کا ہمیں کہا گیا ہے، اور پھر ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے اس کے خلاف بھی مروی ہے، اور اسی کے ساتھ ایسا کرنے والے کو کافر قرار دینے کا قول بھی ثابت ہے، جو کہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے شایان شان بھی ہے، اور اسی طرح جس نے یہ خبر دی ہے اسے جھوٹا کہا گیا ہے جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے بیان بھی کیا ہے.

اور امام مالك رحمہ اللہ نے اس سے انکار کیا اور اسے بہت زیادہ بڑی بات قرار دیا ہے، اور جس نے بھی اسے ان کی طرف منسوب کیا ہے اسے جھوٹ قرار دیا ہے.

اور دارمی رحمہ اللہ نے مسند دارمی میں سعید بن یسار ابی الحباب سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے عرض کیا:

آپ لونڈیوں کے بارہ میں کیا کہتے ہیں جب ان کے ساتھ حمض کیا جائے ؟

ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے دریافت کیا: تحمیض کیا ہے ؟

تو میں نے دبر کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: کیا کوئی مسلمان شخص ایسا بھی کرتا ہے ؟

اور خزیمہ بن ثابت سے بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا:

" لوگو اللہ سبحانہ و تعالی حق بیان کرتے سے نہیں شرماتا، تم عورتوں کی دبر میں وطئ مت کیا کرو "

اور علی بن طلق سے بھی ایسے ہی مروی ہے.

اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جو شخص بھی اپنی بیوی کی دبر میں وطئ کرتا ہے اللہ سبحانہ و تعالی اسے روز قیامت دیکھے گا بھی نہیں "

اور ابو داود طیالسی نے مسند طیالسی میں قتادہ عن عمرو بن شعیب عن جدہ کے طریق سے بیان کیا ہے کہ عمرو بن عبد اللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" یہ لواطت صغری ہے "

یعنی عورتوں کی دبر میں وطئ کرنا لواطب صغری کہلاتی ہے.

اور طاؤوس رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ لوط علیہ السلام کی قوم کے عمل کی ابتدا عورتوں کی دبر میں وطئ سے شروع ہوئی.

ابن منذر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: جب کوئی چیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جائے تو یہ باقی سب سے مستغنی کر دیتی ہے "

قرطبی نے بھی یہی الفاظ بیان کیے ہیں.

قرطبی رحمہ اللہ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ:

" جب ابن وہب اور علی بن زیاد نے امام مالك رحمہ اللہ کو یہ بتایا کہ مصر میں کچھ لوگ ان سے اس کا جواز بیان کرتے ہیں تو انہوں نے اس سے نفرت کی اور یہ بات نقل کرنے والے کی تکذیب کرتے ہوئے کہا:

انہوں نے مجھ پر جھوٹ بولا ہے، مجھ پر جھوٹ بولا ہے، مجھ پر جھوٹ بولا ہے، پھر فرمانے لگے: کیا تم عرب قوم سے تعلق نہیں رکھتے، کیا اللہ سبحانہ و تعالی نے یہ نہیں فرمایا:

" تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں "

اور کیا اگانے والی جگہ کے علاوہ اور بھی کوئی جگہ کھیتی کہلا سکتی ہے ؟ ".

اور پھر دبر میں وطئ کرنے کی حرمت کی تائیید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے حیض کی حالت

میں گندگی کی بنا پر جماع کرنا حرام کیا ہے حالانکہ یہ گندگی تو عارضی ہے، اور اس حرمت اور ممانعت کی علت گندگی بیان کرتے ہوئے اللہ سبحانہ و تعالی نے فرمایا:

کہہ دیجئے کہ یہ گندگی ہے، چنانچہ تم حالت حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو .

اس لیے گندگی اور مستقل نجاست کی بنا پر تو دبر میں وطئ کرنا بالاولی حرام ہے....

اور پھر دبر میں وطئ کرنے کی ممانعت کو تقویت اس سے بھی حاصل ہوتی ہے کہ وہ عورت جس سے وطئ نہ کی جا سکتی ہو اسے اس عیب کی بنا پر رد کر دیا جائیگا.

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس میں علماء کرام کا کوئی اختلاف نہیں، الا یہ کہ جو عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے ایك طریق میں بیان کیا جاتا ہے اور وہ طریق بھی قوی نہیں ہے کہ: رتقاء کو رتق کی وجہ سے رد نہیں کیا جائیگا.

لیکن سب فقھاء اس کے خلاف ہیں.

قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ان کے اس اتفاق اور اجماع میں دلیل پائی جاتی ہے کہ دبر وطئ کی جگہ نہیں، اور اگر دبر وطئ کی جگہ ہوتی تو پھر جس کی فرج میں وطئ نہ کی جا سکتی تھی اسے اس عیب کی وجہ سے رد نہ کیا جاتا.

اور اگر یہ کہا جائے کہ:

ہو سکتا ہے رتقاء کا رد کرنا تو عدم نسل کی بنا پر تو یہ دبرمیں وطئ کےمنافی نہیں.

اس کا جواب یہ ہے کہ: بانجھ پن کی بنا پر رد نہیں جاتا اور اگر رتقاء یعنی جس کی فرج میں وطئ نہیں کی جا سکتی اسے رد کرنے کی علت عدم نسل ہوتی تو پھر بانجھ پن بھی موجب رد ہوتا.

امام قرطبی رحمہ اللہ نے اللہ تعالی کے فرمان:

تم اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ " کی تفسیر میں اجماع نقل کیا ہے کہ بانجھ پن کی بنا پر رد نہیں کیا جائیگا.

جب ان دلائل سے یہ ثابت ہو گیا کہ عورت کی دبر میں وطئ کرنا حرام ہے تو یہ علم میں رکھیں کہ اس کے جواز میں جس سے بھی روایت کی گئی ہے مثلا ابن عمر اور ابو سعید اور متقدمین اور متاخرین میں سے ایك گروہ اسے اس پر

محمول کیا جائیگا کہ انہوں نے دبر سے مراد دبر کی جانب سے فرج میں جماع کرنا مراد لیا ہے، جیسا کہ جابر رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں بیان ہوا ہے.

اور پھر جب جمع کرنا ممکن ہو تو ایسا کرنا واجب ہے، ابن کثیر رحمہ اللہ نے درج ذیل آیت کی تفسیر میں کہا ہے:

قولہ تعالی:

تم اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ .

ابو محمد عبد الرحمن بن عبد اللہ الدارمی رحمہ اللہ مسند دارمی میں کہتے ہیں:

ہمیں عبد اللہ بن صالح نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں ہمیں لیث نے حارث بن یعقوب سے حدیث بیان کی انہوں نے سعید بن یسار ابو الحباب سے بیان کیا وہ کہتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے عرض کیا:

آپ لونڈیوں کے بارہ میں کیا کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ تمحیض کی جا سکتی ہے ؟

انہوں نے دریافت کیا تمحیض کیا ہے ؟

تو دبر کا ذکر کیا گیا، تو ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کہنے لگے:

کیا مسلمانوں میں سے بھی کوئی ایسا عمل کرتا ہے ؟

ابن وہب اور قتیبہ نے لیث سے ایسے ہی روایت کیا ہے.

یہ سند صحیح ہے اور ان سے اس کی حرمت کی صراحت ہوئی ہے، اس لیے جو بھی ان سے مروی ہے جس کا احتمال ہو وہ اس محکم کی بنا پر مردود ہوگا " انتہی

ماخوذ از: اضواء البیان.

دبر میں وطئ کرنےکی حرمت پر صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث بھی دلالت کرتی ہے:

انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ: جب عورت حیض کی حالت میں ہوتی تو یہودی اس کے ساتھ نہ تو کھاتے اور نہ ہی گھروں میں ان کے ساتھ رہتے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے اس کے بارہ میں دریافت کیا تو اللہ سبحانہ و تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی:

آپ سے حیض والی عورت کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ یہ گندگی ہے تو تم حیض کی حالت میں

عورتوں سے علیحدہ رہو .... .

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جماع کے علاوہ باقی سب کچھ کرو، جب یہودیوں کو یہ خبر ملی تو وہ کہنے لگے:

یہ شخص تو ہمارے ہر معاملہ کی مخالفت ہی کرنا چاہتا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (302).

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ:

" جماع کے علاوہ باقی سب کچھ کرو "

دبر میں و طئ کرنے کی حرمت کی دلیل ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وطئ اور جماع کے علاوہ باقی ہر قسم کا استمتاع مباح قرار دیا، اور وطئ یہ قبل اور دبر دونوں کو شامل ہے.

ابن قیم رحمہ اللہ نے دبر میں وطئ کی حرمت کی کئی ایك وجوہات بیان کي ہیں جن میں سے چند ایك یہ ہیں:

یہ بھی ہے کہ: عورت کو اپنے خاوند سے وطئ کا حق حاصل ہے، اور بیوی سے دبر میں وطئ کرنے سے بیوی کا یہ حق فوت ہو جاتا ہے، اور اس طرح اس کی خواہش پوری نہیں ہوتی اور نہ ہی مقصد حاصل ہوتا ہے.

اور یہ بھی ہے کہ: دبر میں وطئ کرنا مردوں کے لیے نقصان دہ ہے، اسی طرح عقل و دانش رکھنے والے فلاسفہ و اطباء اس سے روکتے ہیں، کیونکہ فرج یعنی قبل کو پھینکے گئے پانی کو جذب کرنے کی صلاحیت حاصل ہے، جس سے مرد کو راحت حاصل ہوتی ہے، لیکن دبر میں وطئ کرنے سے نہ سارا پانی جذب ہوتا ہے اور نہ ہی مرد کو راحت حاصل ہوتی ہے کیونکہ طبعی امر کی مخالفت ہونے کی بنا پر مکمل پانی کا اخراج ہی نہیں ہوتا.

اور یہ بھی ہے کہ: ایسا کرنا عورت کے لیے بہت مضر اور نقصاندہ ہے، کیونکہ یہ ایسی چیز ہے جو طبعی طور پر بھی انتہائی نفرت کا باعث ہے.

اور یہ بھی ہے کہ اس سے غم و پریشانی اور فاعل و مفعول کے ساتھ نفرت پیدا ہوتی ہے.

اور یہ بھی ہے کہ یہ چہرے کی سیاہی کا باعث بنتا ہے اور سینے کو نور سے دور کر دیتا ہے، اور نور قلبی کو ختم کرنے کا باعث بن کر چہرے پر وحشت طاری کر دیتا ہے اور یہ ایك علامت کی شکل اختیار کر لیتا ہے جسے ادنی سی فہم و فراست رکھنے والا شخص بھی پہچان لیتا ہے.

اور یہ بھی ہے کہ: فاعل اور مفعول کے مابین شدید قسم کی نفرت و بغض اور قطع تعلقی کا باعث بنتا ہے. انتہی

دیکھیں: زاد المعاد (4 / 262).

آپ کے لیے جائز نہیں کہ خاوند کو ایسا فعل کرنے دیں بلکہ اس عمل سے رکنا واجب ہے، چاہے اس کے نتیجہ میں آپ کو اپنے میکہ ہی کیوں نہ جانا پڑے، بلکہ اگر اس کے لیے طلاق کا سہارا بھی لینا پڑے تو کوئی حرج نہیں ہے.

خاص کر آپ کے اس خاوند کو جس کے بارہ میں آپ نے شادی سے قبل کی حالت بیان کی ہے اسے اس برائی اور فحش کام سے روکنا ضروری ہے، اللہ سبحانہ و تعالی سے عافیت کی دعا ہے، کیونکہ اس کا آپ کے ساتھ اس قبیح اور شنیع عمل جاری رکھنا اور مباح وطئ و جماع پر اکتفاء نہ کرنا اسے دوبارہ فحاشی کی طرف لے جانے کا باعث بن سکتا ہے.

اس نے جو عذر بیان کیے ہیں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے، اور پھر اس کے ان عذروں میں آپ کو دھیان نہیں دینا چاہیے، کیونکہ وہ تو آپ کو اللہ کے غضب اور جہنم کی آگ کی دعوت دے رہا ہے.

انسان اپنے آپ کو ہلاك کر کے کسی دوسرے کو راحت نہیں دیتا ۔ اگر اس جیسے عمل میں راحت ہو ۔ بلکہ اس میں تو ایك نہیں بلکہ دونوں کی ہلاکت ہے.

اور جب وہ کچھ ایام صحیح راہ اختیار کر چکا ہے تو ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالی اسے اس بلاء سے دور کریگا، اور آپ کو چاہیے کہ آپ ہر طرح سے پختگی کے ساتھ اس عمل سے انکار کریں اور اس میں کوئی ڈھیل مت برتیں تا کہ وہ آپ کی جانب سے اس حرام کام میں شریك ہونے سے نا امید ہو جائے، اور اس سلسلہ میں اس کی امید بھی ختم ہو جائے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی دبر میں وطئ کرے تو اس پر کیا واجب ہوتا ہے ؟ اور کیا کسی عالم دین نے اسے مباح بھی قرار دیا ہے ؟

شیخ الاسلام کا جواب تھا:

رب العالمین:

سب تعریفات اللہ پروردگار کے لیے ہیں، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیوی کے ساتھ دبر میں وطئ کرنا حرام ہے، اور عام مسلمان آئمہ کرام بھی اسی حرمت کے قائل ہیں، جن میں صحابہ کرام اور تابعین

عظام وغیرہ شامل ہیں.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نےاپنی کتاب عزیز میں فرمایا ہے:

تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں تم اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ، اور اپنے لیے آگے بھیجو .

اور صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ: یہودی کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے دبر کی جانب سے اس کی قبل میں جماع کرے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے، چنانچہ مسلمانوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اللہ سبحانہ و تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی:

تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، چنانچہ تم اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ اور اپنے لیے آگے بھیجو .

اور حرث یعنی کھیتی وہ جگہ ہے جہاں کاشت کی جائے اور بچہ تو فرج یعنی شرمگاہ میں کاشت ہوتا ہے نہ کہ دبر میں اور اثر میں وارد ہے کہ: دبر میں وطئ کرنا لواطت صغری ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" یقینا اللہ عزوجل حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا، تم عورتوں کی دبر میں وطئ مت کرو "

یہاں الحش سے مراد دبر ہے، جو کہ گندگی والی جگہ ہے اور پھر اللہ عزوجل نے حیض کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا حرام قرار دیا ہے حالانکہ یہ گندگی تو اس کی فرج میں ایك عارضی گندگی ہے، لیکن وہ جگہ جہاں مستقل طور پر بڑی نجاست یعنی پاخانہ ہو اس کے بارہ میں کیا حکم ہوگا.

اور یہ بھی ہے کہ: یہ لواطت کی جنس سے ہے" شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے یہان تك کہا ہے:

" جس نے اپنی بیوی سے اس کی دبر میں وطئ کی اسے ایسی سزا دینی چاہیے جو اسے اس کام سے منع کرنے کا باعث بن سکے، اور اگر یہ علم ہو جائے کہ وہ دونوں ایسا کرنے سے باز نہیں آ رہے تو پھر ان دونوں میں علیحدگی کرانا واجب ہے " واللہ تعالی اعلم " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (32 / 267).

جناب مولانا صاحب میں درج ذیل سوال کا جواب چاہتی ہوں، کیونکہ یہ مجھے بہت پریشان کیے ہوئے ہے، اور میرے لیے بہت اہم ہے:

میرا خاوند مطالبہ کرتا ہے کہ وہ پیچھے سے آئے - یعنی پاخانہ والی جگہ استعمال کرنا چاہتا ہے - لیکن میں اس سے انکار کرتی ہوں، اور وہ مجھے ایسا کرنے پر اس درجہ تك مجبور کرتا ہے کہ میں رونے لگتی ہوں اور ایسا کرنے سے

انکار کرتی ہوں، لیکن وہ مجھے ایسا کرنے پر مجبور کرتا ہے، برائے مہربانی مجھے معلومات فراہم کریں، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

عورت سے دبر میں وطئ کرنا کبیرہ گناہ ہے، حتی کہ اس سلسلہ میں شدید قسم کی وعید آئی ہے، یہاں تك کہ اس کے متعلق کفر کی وعید بھی وارد ہے، اور لعنت کی وعید بھی ہے اور اسے لواطت صغری کا نام دیا جاتا ہے.

اور اس کی حرمت پر بہت سارے دلائل دلالت کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں جو بعض سلف سے منقول ہے کہ انہوں نے اسے مباح کہا ہے یہ ان کے ذمہ غلط لگایا گیا ہے، جیسا کہ ابن قیم وغیرہ نے زاد المعاد میں نقل کیا ہے.

انہوں نے تو اس سے مراد یہ لیا ہے کہ دبر کی طرف سے فرج میں جماع کیا جائے، اور یہ جائز ہے کہ انسان اپنی بیوی سے فرج میں جماع کرے لیکن پچھلی جانب سے، اصل یہ ہے کہ جماع صرف شرمگاہ یعنی قبل میں ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں.

اس لیے کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

تمہاری بیویاں تمہاری کھیتي ہیں تم اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ البقرۃ (223).

لیکن دبر میں وطئ نہیں کرنی چاہیے، یہاں ایك مسئلہ ہے:

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر اس نےایسا کیا - یعنی اگر اس نے بیوی کی دبر میں وطئ کی - تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے، حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ نکاح باقی ہے، لیکن اگر وہ اس کے عادی ہو جائیں اور مسلسل ایسا کریں توان کے ماین علیحدگی کرانی واجب ہوگی، یعنی ایسا کام کرنے والے خاوند اور بیوی میں علیحدگی کرا دی جائیگی.

اور عورت کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ حسب قدرت و استطاعت اس سے اجتناب کرے، میری پہلے تو خاوندوں کو نصیحت ہے کہ وہ اپنے اور اپنے گھر والوں بیوی بچوں کے متعلق اللہ تعالی کا تقوی اختیار کریں اور اپنے آپ کو سزا کا مستحق مت بنائیں.

اور پھر میری بیویوں کو نصیحت ہے کہ وہ ایسے عمل سے بالکل رك جائیں اور ایسا نہ کرنے دیں چاہے اس کے نتیجہ میں انہیں خاوند کے گھر سے اپنے میکہ ہی کیوں نہ جانا پڑے تو میکے چلی جائے اور وہ خاوند کے پاس مت رہے، اس حالت میں وہ خاوند کی نافرمان نہیں ہوگی، کیونکہ وہ تو ایك معصیت و نافرمانی سے بھاگی ہے.

اور اس حالت میں بیوی کا اپنے خاوند پر نان و نفقہ ہو گا، اگر وہ اپنے میکے ایك یا دو ماہ رہتی ہے تو اسے

اخراجات مانگنے کا حق حاصل ہے، کیونکہ خاوند کی جانب سے ظلم ہوا ہے؛ اس لیے کہ خاوند کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنی بیوی کو ایسے فحش عمل پر مجبور کرے " انتہی

ماخوذ از: اللقاء الشہری (59 / 14).

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ آپ کے خاوند کو ہدایت عطا فرمائے، اور اسے سیدھی راہ اورحق کی طرف لوٹائے.

واللہ اعلم .